پانچواں خطبہ

ہمارے اکابر اور ذکر ولادت

از تحریرات اکابر

حدیث ۱۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھو مغرب سے پہلے دو رکعت تین بار ارشاد فرمایا اور تیسری مرتبہ چاہے لفظ بھی فرمایا بوجہ ناپسند فرمانے اس بات کے کہ لوگ اس کو سنت سمجھ لیں (بخاری ومسلم) اس حدیث شریف سے معلوم ہوگیا کہ جو چیز شرعا ضروری نہ ہو اس کو ضروری قرار دے لینا بھی شریعت کے خلاف اور ناجائز ہے اور اس پر محققین کا اتفاق ہے، اور یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کسی غیر ضروری چیز کے ساتھ ایسا برتاؤ کیا گیا جس سے ضروری ہونے کا شبہ ہوتا ہے یہ بھی اسی کے مشابہ ہے لہٰذا ایسا برتاؤ بھی ممنوع ہے اور اس ماہ اکثر لوگ ذکر میلاد کی عادت رکھتے ہیں۔ اس کا حکم بھی اس سے معلوم ہوگیا کہ اگر اس میں کوئی قید اور تخصیص (دن اور ماہ وغیرہ کی) نہ ہو تو وہ مباح کے درجہ میں ہے اور اگر اس میں کچھ قیود اور تخصیصات بھی ملی ہوئی ہوں تو دو حالتیں ہیں۔ ایک یہ کہ ان قیود کو لازم سمجھتا ہو تب تو اس کے بدعت ہونے میں کوئی کلام ہی نہیں اور اگر ان قیود کو ضروری اور ثواب نہ سمجھتا ہو (بلکہ مباح سمجھ کر کسی مصلحت سے کرتا ہو) تو بدعت کے مشابہ ضرور ہے۔ لہٰذا اپنے اپنے درجہ کے موافق دونوں کو منع کیا جاوے گا۔ پس جس عالم نے ذکر میلاد والوں کے ساتھ یہ گمان رکھا کہ وہ اس کو ضروری اور قربت خیال کرتے ہیں۔ اس نے ان کو منع کیا اور جس عالم نے اس اعتقاد (فاسد) کی طرف دھیان نہیں کیا وہ جائز کہتا ہے اس سے اختلاف علماء کی وجہ معلوم ہوگئی اور جو شخص عوام کی حالت کو بغور دیکھے وہ ان قیود یا اس فعل غیر ضروری کے تارک پر ایسی بری طرح ملامت اور اعتراض کرتے ہیں کہ ایسی ملامت نماز روزہ ترک کرنے پر بھی نہیں کرتے وہ شخص منع کرنے والوں کے فتوئ کو بلا شبہ ترجیح دے گا اور یہ اختلاف علماء کا ایسا ہے جیسا کہ سلف میں ہو چکا ہے کہ ان میں بعض نے تنہا جمعہ کا روزہ رکھنے کو منع قرار دیا ہے اور بعض نے اس کو جائز رکھا ہے۔ اسی طرح بعض صحابہ نے محصب

میں ٹھہرنے کو (حج کرنے والے کے واسطے) سنت کہا ہے اور بعض صحابہ نے کہا کہ یہ کوئی چیز نہیں اور اسی طرح بہت احکام ہیں (پس اس اختلاف علماء کو جو در بارہ ذکر مولد شریف ہو رہا ہے ہوا بنانا سخت نادانی ہے اور اگر ذکر میلاد میں کوئی بات کھلم کھلا خلاف شرع ہے تو پھر اس میں کسی کو اختلاف کی گنجائش ہی نہیں وہ سب کے نزدیک منع ہے اور اس تحقیق سے گیارھویں کا حکم بدرجہ اولیٰ معلوم ہوگیا جو ربیع الثانی میں (خصوصاً و نیز دیگر مہینوں میں عموماً) کی جاتی ہے)

آیت مبارکہ: اور ارشاد فرمایا حق تعالیٰ شانہٗ نے کہ بلند کیا ہم نے آپ کے ذکر کو۔

معزز سامعین! آج جمعۃ المبارک کا پیارا موضوع سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ماہ ولادت ربیع الاول سے متعلق کچھ عرض کرنا ہے۔ ربیع کے معنی ہیں بہار۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم موسم بہار میں ماہ ربیع الاول میں پیدا ہوئے۔

فضا ہر دو عالم میں یہ کہہ کر پکار آئی بہار آئی، بہار آئی، بہار آئی، بہار آئی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا تقاضا تو یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک ہر وقت کیا جائے اور ماہ ربیع الاول کا انتظار نہ کیا جائے کیونکہ مَنْ اَحَبَّ شَیْئاً اَکْثَرَ ذِکْرَہٗ (جس سے زیادہ محبت ہوتی ہے ہر وقت اس کا ذکر زبان پر رہتا ہے)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر خیر کو صرف ماہ ربیع الاول کے لئے مخصوص کرنا خلاف عمل ہے

بعض مدعیان محبت حضرت حسینؓ نے ذکر حسینؓ کو محرم کے ساتھ خاص کر دیا ہے اور ایسا ہی بعض مدعیان محبت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک کو ربیع الاول کے ساتھ خاص کر دیا ہے حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر مبارک تو ایسی چیز ہے کہ ہر وقت، ہر انسان کے رگ و پے میں ساری ہو بلکہ دوسرے اذکار بھی اس ذکر کی طرف راجع ہو جایا کریں اور اس کا ہم نے خود مشاہدہ کیا ہے کہ جس سے محبت ہوتی ہے انسان ہر ذکر سے اسی کا ذکر نکال لیتا ہے اور ہر گفتگو کا خاتمہ اسی کے تذکرہ اور یاد پر ہوتا ہے۔ (النور ص ۳۔ ص ۴)

حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادیؒ سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ ذکر میلاد نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا کہ ہم تو ہمیشہ ذکر میلاد کرتے ہیں پھر کلمہ شریف پڑھ دیا اور فرمایا اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا نہ ہوتے تو آپ کا کلمہ کون پڑھتا۔ یہ لوگ حقیقت شناس

ہیں مگر لوگ بے سوچے سمجھے اعتراض کرتے ہیں۔ اس نے پھر کہا کہ بلا واسطہ بھی تو ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونا چاہیے فرمایا لو، وہ بھی ابھی کرتے ہیں اور یہ شعر پڑھ دیا۔

تر ہوئی باران سے سوکھی زمین یعنی آئے رحمۃ للعالمین

مطلب یہ ہے کہ مولانا نے بلا قید رسوم (مٹھائی، جلسہ، چراغاں وغیرہ) آپ کا ذکر کر کے دکھلا دیا۔ (الرحمت علی الامت ص ۱۰، معارف الاکابر ص ۴۲)

اکابر علماء دیو بند... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذکر و ولادت سے منع نہیں کرتے

حضرت حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ اپنی شہرہ آفاق کتاب ''مسلک علماء دیو بند'' میں فرماتے ہیں: ''وہ آپ کے ذکر مبارک اور مدح ثناء کو عین عبادت سمجھتے ہیں لیکن اس میں عیسائیوں کے سے مبالغے جائز نہیں سمجھتے کہ حدود بشریت کو حدود الوہیت سے جا ملائیں۔'' (تفصیل کیلئے دیکھو کتاب مذکورہ ص ۳۰)

(جملہ اکابر دیو بند کی مصدقہ کتاب ''عقائد علمائے دیو بند'' ص ۱۹ میں ہے)

حاشا ہم تو کیا کوئی مسلمان بھی ایسا نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریفہ بلکہ آپ کی جوتیوں کے غبار اور آپ کی سواری کے گدھے کے پیشاب کا تذکرہ بھی قبیح و بدعت سیئہ یا حرام کہے وہ جملہ حالات جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا بھی علاقہ ہے ان کا ذکر ہمارے نزدیک پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے خواہ ذکر ولادت شریفہ ہو یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بول و براز اور نشست و برخاست اور بیداری و خواب کا تذکرہ ہو۔

ولادت کی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریفہ کا تذکرہ بھی کبھی کبھی کرنا چاہیے کیونکہ وفات درحقیقت ولادت ہوتی ہے عالم ملکوت میں اور جیسا وہاں کی ولادت اشرف ہے ایسا ہی اس کا ذکر بھی افضل ہوگا۔ مگر اہل میلاد سے آپ نے ذکر ولادت کبھی نہ سنا ہوگا۔ غرض یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ناسوتیہ بھی ربیع الاول ہی میں ہے اور ولادت ملکوتیہ بھی، اس لئے یہ مہینہ سب کمالات کا مذکر ہو جاتا ہے۔

لِهٰذَا الشَّهْرِ فِي الْاِسْلَامِ فَضْلٌ وَمَنْقَبَتُهٗ تَفُوْقُ عَلَى الشُّهُوْدِ
رَبِيْعٌ فِيْ رَبِيْعٍ فِيْ رَبِيْعٍ وَنُوْرٌ فَوْقَ نُوْرٍ فَوْقَ نُوْرٍ

یعنی اسلام میں اس مہینہ کی بڑی فضیلت ہے اور اس کی منقبت تمام مہینوں پر فوقیت رکھتی ہے۔ ربیع ہے، ربیع در ربیع ہے اور نور ہے جو نور پر نور ہے۔ (الرحمت علی الامت ص۲۹)

مفتی اعظم پاکستان حضرت اقدس سیدو مرشدی مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہٗ

تحریر فرماتے ہیں: ”مسلمانوں کا فرض تو یہ ہے کہ کوئی دن آپؐ کے ذکر مبارک سے خالی نہ جائے البتہ یہ ضروری نہیں کہ ذکر فقط ولادت ہی کا ہو، کبھی آپؐ کی نماز کا، کبھی آپؐ کے روزے کا، اور کبھی آپ کے اخلاق اور اعمال کا جو کہ سب سے زیادہ اہم ہیں، کبھی ولادت باسعادت کا ذکر ہو جائے تو باعث برکت ہے۔“ تبلیغ احکام بھی دراصل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا ذکر خیر ہے۔ (امداد المفتیین ص۱۷۴ ج۲)

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ۲۳ سال تک تبلیغ احکام فرمائی ہے ان تیئس سال میں سے اگر وہ تین سال نکال بھی دیئے جائیں جن میں وحی مؤخر رہی تو تمام مدت تبلیغ بیس سال ہوتے ہیں۔ ان بیس سال میں تتبع کر کے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ولادت شریفہ کا جتنے وقت میں ذکر فرمایا ہے اس کی مجموعی مدت غالباً ایک ہفتہ بھی نہیں ہوگا اور اگر ایک ہفتہ مان بھی لیا جائے تو ذکر ولادت اور ذکر احکام میں یہ نسبت ہوگی۔ کہ ایک ہفتہ کم بیس سال تک تو احکام کی تبلیغ فرمائی ہے اور صرف ایک ہفتہ ولادت شریفہ کا ذکر فرمایا تو کیا اتباع سنت کے یہی معنیٰ ہیں۔ جس چیز کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیس برس تک ذکر فرمایا ہے اس کو تو بیس منٹ بھی کبھی ذکر نہ کیا جائے اور جس کا ذکر تمام مدت تبلیغ میں چند مرتبہ فرمایا ہے اس کو عمر بھر ذکر کیا جائے۔ (النور ص۹)

ربیع الاول

اس ماہ مبارک کی یہ فضیلت کافی ہے کہ یہ زمانہ ہے تولد شریف حضور پرنور سید بنی آدم فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اور جس قدر زیادہ فضیلت کسی زمانہ کی ہوتی ہے اس زمانے میں حدود شرعیہ سے تجاوز کرنا عند اللہ والرسول اسی قدر زیادہ ناپسندیدہ ہوتا ہے اور حدود اربعہ تجاوز کرنے کا معیار صرف علم ہے، ان حدود کا بواسطہ ادلہ اربعہ شرعیہ یعنی کتاب وسنت واجماع وقیاس مجتہد مقبول الاجتہاد وعند اکابر الامتہ کے اور ان ادلہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ اس ماہ مبارک میں جو بعض اعمال

بعض عمال میں رائج و شائع ہو گئے ہیں مثل اہتمام انعقاد مجلس مولود شریف بہ تخصیصات معروفہ و قیود معلومہ خصوص بانضمام دیگر منکرات و مثل اعتیاد عید میلاد یہ سب منجملہ افراد تجاوز عن الحدود الشرعیہ کے ہیں۔ پس لامحالہ غیر مرضی عند اللہ والرسول ہوئے البتہ حدود کے اندر رہ کر ذکر مبارک رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم منجملہ اعظم البرکات وافضل القربات ہے کہ کسی مومن کو خصوص ساعی فی اتباع السنّت کو اس میں کلام نہیں ہوسکتا۔ اگر ان مقدمات مذکورہ کے مفصل دلائل اور اس ذکر مبارک کے مشروع طریقہ کے اور خود معتد بہ حصہ سیر و سوانح نبویہ کے معلوم کرنے کا شوق ہو تو رسائل ذیل ضرور ملاحظہ فرمایئے یہ کہ حق بالکل واضح اور التباس بالکل زائل ہو جاوے۔

نام رسائل: طریقہ مولد شریف۔ النور۔ الظہور۔ السرور۔ نشر الطیب اور بلا تحقیق کسی عمل پر یا کسی عمل کے متعلق بدلیل کسی حکم لگانے والے پر کوئی حکم لگانا مضر آخرت ہے۔

اضافہ

رسائل بالا کے ساتھ دو رسالے اور ملاحظہ کے قابل ہیں۔ الحبور۔ الشذور

ربیع الثانی

اس ماہ میں ایک عمل مروج گیارہویں کا ہے جس میں چند امور قابل تحقیق ہیں:

اول اس عمل کی حقیقت سو رواج حال کے موافق یہ عمل حضرت غوث اعظمؒ کے ایصال ثواب کے لئے موضوع ہوا ہے اور احقر نے چند ثقات سے سنا ہے کہ یہ عمل خود حضرت قدس سرہ کا تھا۔ جس سے آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ثواب ایصال فرماتے تھے اور چونکہ کوئی روایت حضرت قدس سرہٗ کی وفات گیارہویں تاریخ میں واقع ہونے کی نہیں چنانچہ ایک قول ربیع الآخر کی نو تاریخ کا ہے اور ایک قول سترہ تاریخ کا ہے اور شیخ دہلوی نے ماثبت بالسنۃ میں اول کو راجح اور دوسرے کو بے اصل کہا ہے اور اہل اعراس کی عادت تاریخ کی رعایت کی ہوتی ہے سو اول تغیر تو اس عمل میں باوجود دعویٰ محبت و اتباع کے لوگوں نے یہ کیا ہے۔

امر دوم: ”اس عمل میں عقیدت“

اس عمل کے اکثر ملتزمین کا یہ اعتقاد ہے کہ اس عمل سے حضرت قدس سرہٗ کی روح خوش ہو کر ہماری حاجات دنیویہ مالیہ وانفسیہ مثل ترقی معاش و حفظ النفس و اولاد من الآفات میں امداد

فرما دے گی۔ نیز بعض کا یہ اعتقاد ہے کہ اس کے ناغہ کرنے سے حضرت کی روح مبارک ناخوش ہوگی اور اس سے کسی آفت میں مبتلا ہو جاوے گا اور ایسے اعتقادات کا بوجہ استلزام اعتقاد استقلال فی التصرف نقلاً و عقلاً منکر ہونا ظاہر ہے۔ اسی طرح یہ اعتقاد ہے کہ تعین تاریخ کی شرط ہے خاص ثمرات مقصودہ کی اور غیر لازم کو لازم سمجھنا۔ ظاہر ہے کہ خود تجاوز ہے حدود شرعیہ سے اور بعض متکلفین جو ایسے تعینات کی کچھ اصلیں بیان کیا کرتے ہیں سو تخیل محض و تمحل محبت ہے۔ چنانچہ شیخ دہلوی نے بعض متاخرین مغاربہ سے اول کچھ نقل پھر شیخ متقی کے قول سے اس پر استدراک فرمادیا کہ **لم یکن فی زمن السلف شئی من ذلک۔**

امر سوم: "اس عمل میں نیت"

ان عاملین میں کل یا اکثر کی نیت اغراض و مصالح دنیویہ کی درستی ہے حالانکہ طاعت مالیہ کے ایصال ثواب کا حاصل باعتبار ابتداء کے صدقہ ہے کہ کچھ مال کسی مسکین پر تصدق کیا اور باعتبار انتہاء کے ہدیہ ہے کہ اس تصدق کا ثواب کسی کی روح کو پہنچا دیا جیسا کہ خود وہ میت کچھ صدقہ دیتا اور اس کا ثواب اس کے پاس ذخیرہ رہ جاتا اور صدقہ و ہدیہ دونوں نیت مذکورہ کے منافی ہیں۔ مثلاً اگر خود حضرت اقدس سرہٗ کسی کو کچھ صدقہ دیتے تو کیا آپ کا مقصود دنیا ہوتی یا محض ثواب ہوتا۔ آپ کی شان تو بہت ارفع ہے ادنیٰ درجہ کا اخلاص بھی کسی طرح ہوگا وہ اطاعت میں دنیا کو مقصود نہیں بنا سکتا یہ تو صدقہ کے پہلو میں نظر تھی، اب ہدیہ کے پہلو کو دیکھ لیا جاوے اگر حضرت قدس سرہٗ زندہ ہوتے اور آپ کی خدمت میں کوئی ہدیہ پیش کرتا تو کیا آپ سے دنیا کا کوئی کام نکالنے کی نیت سے ہوتا یا محض محبت اور حضرت کا دل خوش کرنے کے لئے ہوتا پھر اب اس نیت کو کیوں بدلا جاتا ہے اور اس نیت کے ہوتے ہوئے حضرت قدس سرہٗ کے ساتھ محبت و خلوص کا دعویٰ کیسے کیا جاسکتا ہے۔

امر چہارم: "اس عمل کی ہیئت"

بجائے مساکین کے اپنے گھر والوں کو یا اغنیا کو حصہ تقسیم کیا جاتا ہے جس سے صاف شبہ ہوتا ہے کہ ایصال ثواب مقصود ہی نہیں محض خاص ہیئات کو اغراض مخصوصہ میں دخیل ہونے میں کافی سمجھا جاتا ہے۔ خاص تعینات مثل تخصیص اطعمہ و تخصیص مقدار فلوس یا روپیوں کو ضروری سمجھتے ہیں جن کا اولاً بے اصل ہونا اور ثانیاً مزاحم اصول شرعیہ ہونا ظاہر ہے۔ بعضے ان

اطعمہ کے احترام میں اتنا مبالغہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نام کی چیز کا اس سے عشر بھی احترام نہیں کرتے کیا اس کو غلو نہ کہا جاوے گا۔ یہ تفریطات تو عوام کی تھیں۔

امر پنجم: ''اس امر میں بعض خواص کی ذلت''

بعض مشتغلین بالباطن اس عمل کے امتثال سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ ان حضرات کی ارواح ہم سے خوش ہو کر مقاصد سلوک میں امداد کریں گی اور فیوض باطنی پہنچا دیں گے سو اس میں بھی مثل امر دوم کے محذور اعتقاد استقلال فی التصرف کا لازم ہے اور اس میں جو تاویلیں محتمل ہیں اس کی تحقیق تتمہ ثانیہ امداد الفتاویٰ صفحہ ۸ تا ۱۳ میں خوب کر دی گئی ہے جو قابل ملاحظہ ہے اس امر پنجم اور امر دوم میں بجز اس کے کہ وہاں مفاسد جسمی اور یہاں روحی ہیں اعتقادی حالت میں کچھ تفاوت نہیں جو اصل منشاء ہے احتیاط کا۔

رفع شبہ

اس سے اصل عمل پر انکار کا گمان نہ کیا جاوے۔ اگر کوئی مخلص عقیدہ بھی درست رکھے اور نہ عمل کو لازم سمجھے نہ اس کی کسی قید کو، نہ حضرت کو متصرف بلا تخلف قرار دے نہ تاریخ کو تعیین کرے نہ اطعمہ وغیرہ کی اور مقصود صرف حضرت کی محبت اور آپ کے دینی احسانوں کے صلہ میں آپ کو ثواب بخشنا ہو تا کہ آپ کو ترقی مدارج قرب کا نفع ہو پھر اس خدمت ثواب رسانی پر حق تعالیٰ جو چاہے نعمت دے دے جس میں حضرت کے علم و تصرف کو دخل بھی نہ ہو۔ ایسے شخص کو اس کی اجازت ہے اور اس کے ساتھ ہی مصلحت شرعیہ یہ ہے کہ ایسی بات سے احتیاط رکھے جس سے ظاہر بینوں کو شبہ اور سند ہو سکے۔ یعنی اول تو کسی پر اس کا اظہار نہ کرے اور نفل اطاعت ویسے بھی خفیہ افضل ہے۔ دوسرے اگر مخفی نہ رہ سکے تو اس کا مروج نام گیارھویں نہ رکھے۔ مناسب اور صحیح اور حقیقت پر دلالت کرنے کے لئے کافی عنوان ہے۔

حق سبحانہٗ وتعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ (اللّٰھم آمین)

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین